حضور مفتی اعظم کے آخری ایام کی جھلکیاں

مولانا محمد عبدالمبین نعمانی قادری مصباحی

حضور مفتی اعظم کے آخری ایام کی جھلکیاں

مولانا محمد عبدالمبین نعمانی قادری مصباحی
دارالعلوم قادریہ، چریا کوٹ، مئو

میرے اور لاکھوں انسانوں کے مرشد برحق، ولی کامل، عارف باللہ، قطب العصر، حضور مفتی اعظم، ابوالبرکات محی الدین جیلانی آل الرحمٰن محمد مصطفیٰ رضا قادری نوری ابن اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رضی المولیٰ تعالیٰ عنہما ۱۴ رمحرم ۱۴۰۲ھ/ ۱۲ رنومبر ۱۹۸۱ء شب پنج شنبہ ایک بج کر چالیس منٹ پر اس دار فانی سے کوچ کر کے واصل بحق ہوگئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون

حضور مفتی اعظم علیہ الرحمۃ کے وصال کی خبر صرف خاندان والوں ہی کے لیے باعث غم نہ ہوئی بل کہ اس خبر جانکاہ نے تو سارے عالم کو گہرے رنج وغم میں مبتلا کر دیا تھا، عام طور سے جب کوئی مرنے والا مرتا ہے تو اس کے گھر والے قریبی رشتہ دار اور پاس پڑوس والے رنج وغم کا اظہار کر کے خاموش ہو رہتے ہیں، کیوں کہ جس کا دائرۂ تعلق محدود ہوتا ہے، اس کا غم بھی محدود پیمانے ہی پر منایا جاتا ہے، مگر سرکار مفتی اعظم رضی المولیٰ عنہ صرف خاندان رضایا محلہ سوداگران یا بریلی کے ساکنان ہی کے نہ تھے وہ تو سارے جہان کے تھے، اسی لیے سارے جہان کے اہل ایمان نے آپ کا غم منایا، آپ کے اس دنیا سے چلے جانے پر بلک بلک کر روئے اور اپنے کو یتیم محسوس کیا اور بات صرف مسلمانان عالم ہی کی نہیں بل کہ آپ کی ذات گرامی تو وہ تھی کہ زمین وآسمان بھی یقیناً روئے ہوں گے، ملأ اعلیٰ میں آپ کے وصال کی دھوم مچی ہوگی۔

عرش پر دھومیں مچیں وہ مومن صالح ملا فرش سے ماتم اٹھا وہ طیب و طاہر گیا

ترمذی شریف میں ہے کہ کیا آسمان وزمین مومن کی موت پر روتے ہیں؟ امام مجاہد فرماتے ہیں زمین کیوں نہ روئے اس بندے پر جو زمین کو اپنے رکوع وسجود سے آباد رکھتا تھا اور آسمان کیوں نہ روئے اس بندے پر جس کی تسبیح وتکبیر آسمان میں پہنچتی تھی۔

(خزائن العرفان)

یہ تو عام مومنین کے بارے میں ارشاد ہے اور مفتی اعظم علیہ الرحمہ تو اپنے دور کے مومنین کے بلاشبہہ امام تھے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا "مَنْ اَوْلِیَاءُ الله" "اللہ کے اولیا کون ہیں؟ آپ نے فرمایا: اَوْلِیَاءُ اللّٰہِ الَّذِیْنَ اِذَا رُؤُوْا ذُکِرَ اللّٰہُ عزوجل" (کنز العمال ج۔ احدیث۔ ۱۷۸۳، بیت الافکار الدولیہ، الریاض) یعنی جب ان کو دیکھا جائے تو خدا یاد آئے، سرکار مفتی اعظم بلاشبہہ اس کے مصداق تھے بل کہ اس سے ارفع واعلیٰ کہ آپ کے دیدار سے تو خدا یاد آتا ہی تھا، اب تو صرف آپ کی یاد سے خدا یاد آتا ہے، وصال اقدس کے بعد آج یہ عالم ہوگیا ہے کہ اہل ایمان کی کوئی محفل حضور مفتی اعظم علیہ الرحمہ کے ذکر، آپ کے تذکرۂ زہد وتقویٰ اور کرامات سے شاید ہی خالی رہتی ہو، وصال کو تقریباً ۲۵ رسال گزر گئے مگر آپ کی ولایت ومقبولیت کا آفتاب عالم

تاب، دلوں کی دنیا پر پوری طرح پرتو فگن ہے۔ حضرت کے وصال سے بیس روز قبل ۲۸ ر ذی الحجہ ۱۴۰۱ھ کو میں اور میرے ساتھ محب محترم مولانا محمد احمد اعظمی مصباحی و مولانا بدرالقادری مصباحی (مشیر دینیات نیدر لینڈ اسلامک سوسائٹی، ہالینڈ) خاص حضرت کی زیارت اقدس کے لیے بریلی شریف حاضر ہوئے تھے اور یہ حضرات تو زیارت کے بعد واپس ہو گئے۔ میں مزید ایک ہفتہ فتاویٰ رضویہ یازدہم کی تصحیح و فہرست سازی کے سلسلے میں حاضر خدمت رہا، اس لیے مناسب سمجھتا ہوں کہ ان آخری ایام کے بعض حالات جو میرے مشاہدے میں آئے اور ان مجالس کی کیفیات جن میں حضرت تشریف فرما رہے، عرض کر دوں۔

رب کائنات نے حضور مفتی اعظم علیہ الرحمہ کی ذات گرامی صفات میں جو کشش اور جاذبیت ودیعت فرمائی تھی، اس سے کوئی بھی ہو آشنا یا نا آشنا متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتا تھا، ہم لوگ تو دامن کرم سے وابستہ اور خواجہ تاش تھے، اچانک یہ خیال دل میں پیدا ہوا کہ چلیں بریلی چل کر حضرت کی زیارت کر آئیں، چنان چہ بغیر کسی خاص تقریب کے ۲۸ ر ذی الحجہ ۱۴۰۱ھ کو ہم تینوں رفقا اپنے مرشد برحق کے دیار میں حاضر ہوئے۔ تقریباً ۲ ر بجے محلہ سوداگران آستانہ اعلیٰ حضرت پر پہنچے اور درباریوں سے مل کر حضرت کی زیارت کا اشتیاق ظاہر کیا گیا، ہم لوگوں کے علاوہ پروانوں کی ایک بھیڑ پہلے ہی سے موجود تھی۔ معلوم ہوا کہ حضرت ابھی کچھ دیر بعد نماز ظہر کے لیے مسجد تشریف لائیں گے، اسی وقت زیارت عام ہوگی۔ وقت فارغ دیکھ کر ہم لوگ حضرت مولانا ریحان رضا خاں صاحب علیہ الرحمہ کے پاس ان کی ملاقات کے لیے چلے گئے، واپسی پر معلوم ہوا کہ حضرت مسجد تشریف لائے اور نماز ادا فرما کر پھر مکان تشریف لے گئے، یہ سننا تھا کہ عجیب مایوسی کی کیفیت طاری ہوگئی، کیوں کہ اس کے بعد بھی ملاقات ممکن تو تھی مگر مشکل تھی، متعدد خدام سے رابطہ قائم کرنے کے بعد جب کامیاب نہ ہوئے تو مولانا ریحان رضا خاں صاحب کو ہی واسطہ بنایا گیا تب کہیں جا کر حضرت کی زیارت کا شرف حاصل ہوا، دیکھا گیا کہ حضرت چارپائی پر لیٹے ہوئے ہیں اور چہرۂ انور سے نور کی شعاعیں پھوٹ رہی ہیں، جن کی تابانی پہلے سے کئی گنا زیادہ تھی، نقاہت اور ضعف اس قدر تھا کہ بغیر اٹھائے چارپائی سے اٹھنا مشکل تھا اور بیٹھے رہنے کی بھی طاقت نہ تھی، ڈاکٹروں اور حکیموں نے عام طور سے لوگوں سے ملنے جلنے کی ممانعت کردی تھی۔ اس لیے حضرت کی زیارت تک پہنچنا آسان نہ تھا، چند منٹ رخ روشن کی زیارت کا شرف حاصل رہا پھر خدام کی فرمائش پر واپس آنا پڑا۔ تقریباً ۹۱ ر سال کی عمر شریف، اس قدر نقاہت مگر یہ دیکھ کر حیرت کی انتہا نہ رہی کہ ایسے عالم میں بھی حضرت اکثر دن کے اوقات میں مسجد آ کر جماعت سے نماز ادا فرماتے ہیں اور وہ بھی پوری نماز کھڑے ہو کر، حتی کہ اگر کسی وقت استنجا، وغیرہ کی حاجت سے تاخیر ہوگئی اور انتظار کے بعد لوگوں نے جماعت کر لی، تو اس کے بعد بھی حضرت محض مسجد کی حاضری اور حصول ثواب کی غرض سے مسجد تشریف لاتے، جب کہ از خود چلنے کی طاقت نہ تھی، مولوی عبدالحمید افریقی اور بابو میاں (خادم خاص) زیادہ تر سہارا دے کر اور کبھی رکشا پر بیٹھا کر مسجد لاتے، یہ مفتی اعظم کا وہ تقویٰ ہے، جس کی مثال ڈھونڈنے سے نہیں ملے گی اور صرف یہی نہیں کہ نماز کھڑے ہو کر ادا فرماتے جو فرض اور رکن ہے، وضو میں بھی کسی کی مدد نہیں لیتے بل کہ ۳ لیٹر پانی کا وزنی لوٹا بھی خود اپنے ہاتھ سے اٹھا کر وضو فرماتے اور چہرے پر پانی ڈالتے، کیوں کہ فقہا نے وضو میں دوسرے سے مدد لینے کو مکروہ تنزیہی لکھا ہے، حالانکہ ایسے ضعف کے عالم میں تو مکروہ تنزیہی بھی نہیں۔ مگر حضرت کو حتی الامکان یہ گوارا نہ ہوا، جو انتہائی تقویٰ کی دلیل ہے۔ میں دس روز بریلی شریف حاضر رہا، اس درمیان دیکھا کہ روزانہ سو دو سو آدمی محض حضرت کی زیارت کے لیے آتے تھے، جن میں اکثر باہر کے ہوتے اور کچھ شہر کے، حتی کہ بیرون ممالک سے بھی اکثر و بیشتر لوگ حضرت کی زیارت اور بیعت کی غرض سے حاضر ہوتے تھے، جن دنوں میں وہاں تھا کئی آدمی امریکہ سے اور دو آدمی پاکستان سے آئے تھے۔

حضرت کی زیارت کے لیے عشاق کا بھی عجیب حال دیکھا۔ یکم محرم الحرام ۱۴۰۲ھ بروز جمعہ حضرت نماز جمعہ کے لیے "رضا مسجد" (متصل آستانۂ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ) میں تشریف لائے اور وہیں وضو فرمانے لگے۔ لوگوں کے اشتیاق کا یہ عالم کہ مسجد بھری ہے، سب کی نظر حضرت ہی کی طرف ہے۔ یہ نہیں کہ ایک بار دیکھ لیا پیاس بجھ گئی، بلکہ جب تک ممکن رہا دیکھتے رہے۔ نماز جمعہ فرض دو رکعت کے بعد مولوی عبدالحمید صاحب افریقی حضرت کو رکشا میں بیٹھا کر اس غرض سے گھر لے جانے لگے کہ اگر حضرت یہاں سنتوں سے فراغت حاصل کرلیں گے تو تمام مصلی بھی فراغت پاکر زیارت وقدم بوسی کے لیے ٹوٹ پڑیں گے اور حضرت کو تکلیف ہوگی، اس وقت بھی میں نے دیکھا کہ تمام لوگ حضرت کو ٹکٹکی باندھے دیکھتے ہی رہے پھر حضرت جب مکان تشریف لے گئے تب لوگوں نے سنتیں شروع کیں، کسی بزرگ اور عالم دین کی زیارت کا شوق ایسا میں نے کہیں نہیں دیکھا اور اس دور میں تو سنا بھی نہیں۔

ہر جمعرات اور جمعہ کو بعدِ مغرب حضرت کے وہاں محفل میلاد شریف منعقد ہوتی ہے، جس میں پابند شرع، باریش اور صحیح خواں حضرات، حضور اعلیٰ حضرت، مولانا حسن رضا اور مفتی اعظم علیہم الرضوان والرحمۃ کی نعتیں پڑھتے ہیں اور حضرت جب اپنی حیات ظاہری میں بریلی میں تشریف رکھتے تو اس میں شریک ہوتے اور پوری محفل میں دوزانو بیٹھتے۔

حسب دستور یکم محرم جمعہ کو بعد نماز مغرب محفل منعقد ہوئی، مولوی عبدالوحید بریلوی اور ان کے ساتھیوں نے نہایت والہانہ انداز میں نعتیں پڑھنا شروع کیں، آج کی محفل میں حضرت رونق افروز نہ تھے، تقریباً ایک گھنٹہ محفل جمی رہی، مگر حضرت تشریف نہ لائے تو بابو میاں نے کہا کہ حضرت کمزوری کی وجہ سے تشریف نہ لائیں گے، آپ لوگ سلام پڑھ لیں، اس کے بعد فوراً تمام لوگ بیٹھے بیٹھے "مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام" پڑھنے لگے، اوپر چھت سے مولانا ریحان رضا نے فرمایا، جب حضرت تشریف نہیں رکھتے تو آپ لوگ کھڑے ہوکر سلام پڑھیں۔ پھر ساری محفل کھڑی ہوگئی اور کھڑے ہوکر صلاۃ وسلام پڑھا گیا، اس سے معلوم ہوا کہ آج سے پہلے جب حضرت شریک بزم ہوتے تھے تو تمام لوگ حضرت کے ضعف کا خیال کرتے ہوئے بیٹھے ہی بیٹھے سلام پڑھتے تھے، اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ بیٹھ کر بھی صلاۃ و سلام پڑھنا جائز ہے۔ کھڑا ہونا کوئی فرض وواجب نہیں۔ ورنہ حضور مفتی اعظم علیہ الرحمہ کے سامنے کبھی بیٹھ کر صلاۃ وسلام نہ ہوتا، اس سے اہل سنت پر جھوٹا الزام لگانے والے وہابیہ دیوبندیہ سبق حاصل کریں جو اہل سنت پر یہ الزام لگاتے ہیں کہ ان کے نزدیک کھڑے ہوکر صلاۃ و سلام فرض وواجب ہے۔ ھذا بھتان عظیم

لوگوں نے جب کھڑے ہوکر بلند آواز سے سلام پڑھنا شروع کیا تو حضرت کے کانوں تک آواز گئی صدائے درود وسلام سن کر بے قرار ہوگئے، تیار ہوکر حجرے سے تشریف لائے، اتنے میں صلاۃ وسلام کا سلسلہ ختم ہو چکا تھا، دوبارہ محفل کا آغاز ہوا، نعتیں پڑھی جانے لگیں، پھر دیر تک محفل جمی رہی اور عشاق بھی دیدۂ شوق وا کیے بیٹھے رہے، اس وقت محفل کا کچھ عجیب رنگ تھا۔ ایک طرف تو حضرت کے چہرہ انور کی تابشیں مشتاقانِ دید کو شربت دیدار پلا رہی تھیں، دوسری طرف پر کیف نعتیہ نغمے دلوں میں وجد پیدا کر رہے تھے، پوری محفل کی نظر حضرت کے رخ زیبا پر لگی تھی، جب کوئی نعت شریف پڑھتا تو نہایت سنجیدگی سے سماعت فرماتے، واہ واہ کے ذریعہ داد دینے کی آواز بالکل نہ سنی جاتی، ہمیشہ سے حضرت کا یہی دستور تھا، مگر میری حیرت کی انتہا نہ رہی جب ایک طالب علم نے نہایت خوش الحانی سے استاذ زمن مولانا حسن رضا بریلوی کی وہ نعت پڑھنی شروع کی جس کا مطلع ہے۔

مرادیں مل رہی ہیں شاد شاد اُن کا سوالی ہے
لبوں پر التجا ہے، ہاتھ میں روضے کی جالی ہے

تو حضرت بہت زیادہ محظوظ ہوتے نظر آرہے تھے، گویا کہ حضرت واقعی روضہ اقدس پر حاضر ہیں اور سرکار رسالت مآب میں التجا کر رہے ہیں اور پڑھنے والا جب اس شعر پر پہونچا۔

تری صورت تری سیرت زمانے سے نرالی ہے　　　تری ہر ہر ادا پیارے دلیلِ بے مثالی ہے

تو حضرت کا انداز ہی بدل گیا، ہلکی سی جنبش سے گویا جھوم رہے تھے اور خود بھی اس شعر کی تکرار فرما رہے تھے اور ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا روے اقدس سامنے ہے اور مفتی اعظم سرکار کی مدح فرما رہے ہیں۔ خدا ہی جانے وہ کیا عالم تھا اور کیا مناظر تھے، دیر تک یہ کیفیت طاری رہی اور مذکورہ شعر کی تکرار ہوتی رہی۔

حضرت کے ضعف کی وجہ سے جب لوگوں کو ملنے سے منع کر دیا گیا تو بعض لوگوں نے نذرانے کو واسطہ بنایا اور اس کے سہارے مصافحہ و دست بوسی کرنے لگے، چند آدمیوں تک تو کچھ نہ فرمایا، نذرانے پر لاحول پڑھتے رہے، مگر جب یہ سلسلہ دراز ہو گیا تو لوگوں کو منع فرمایا کہ کب تک یہی ہوتا رہے گا، بیٹھ جائیے مگر لوگ نہیں بیٹھے کہ شاید حضرت یونہی بہ طور انکسار فرما رہے ہیں۔ پھر زوردار انداز میں فرمایا بیٹھ جائیے، لاحول ولاقوۃ الا باللہ! کیا حال ہے سمجھ میں نہیں آتا، کیا کروں، کہاں چلا جاؤں، یہ انداز دیکھ کر اکثر آدمی بیٹھ گئے، بعض پھر بھی نہ بیٹھے تو ان کو زبردستی بیٹھا دیا گیا۔ تھوڑی ہی دیر کے بعد پھر لوگوں نے حضرت ہی کے توسط سے نعت خوانوں کو نذرانہ دینا شروع کیا۔ گویا حضرت کی دست بوسی کا یہ دوسرا بہانہ تھا، مگر اب حضرت نے کچھ نہ فرمایا، خود لیتے، پھر نعت خوانوں کو پیش فرما دیتے۔ آخر ایک فاضل نے ؏

"خلد میں پہنچا رضا پھر تجھ کو کیا"

پر بہت عمدہ تضمین پڑھی، جس سے سارا مجمع دم بخود تھا۔ پھر دعا پر محفل کا اختتام ہوا۔ دوبارہ قیام وسلام کی نوبت نہ آئی۔

حضور مفتی اعظم کی یہ محفل میں آخری شرکت تھی، اس کے بعد وصال سے قبل جمعرات و جمعہ کی دو محفلیں حضرت کی حیات میں ہوئیں، جن میں غالباً حضرت شریک نہ ہو سکے، اور اس کے بعد والے جمعرات کی شب چودھویں محرم الحرام شریف ۱۴۰۲ھ کو وصال فرمایا۔

۲؍محرم الحرام ۱۴۰۲ھ روز شنبہ کی بھی ایک طویل نشست کی روداد ملاحظہ ہو۔ حسب معمول باایں پیرانہ سالی حضرت نماز ظہر ادا فرمانے کے لیے مسجد تشریف لائے۔ راہ میں مشتاقانِ دید کا ایک جم غفیر فرش راہ بنا ہوا تھا، مسجد آکر حضرت نے آستانہ اعلیٰ حضرت کی طرف گلی کے شمالی دروازے پر وضو فرمانا شروع کیا تو میں نے دیکھا کہ عشاق حضرت کے غسالہ کے لیے ایک دوسرے پر ٹوٹے پڑ رہے تھے، اسی وقت حضرت کے غسالہ قدم کے چند قطرات مجھ ناچیز کو بھی نصیب ہوئے پیر دھو کر پینے کی مثال میں سنتا تھا، مگر حضرت کی بارگاہ میں آنکھوں سے دیکھا۔ باوجود نقاہت و کبرسنی کے وضو میں سنن و مستحبات کی ایسی رعایت کہ اس کی مثال ملنی مشکل ہے، خود اپنے ہاتھ میں لوٹا لے کر پورا وضو فرمایا، حتی کہ لوٹا اٹھا کر چہرے پر بھی از خود پانی ڈالا اور کسی سے مدد نہ لی، اسی اثنا حضرت کے سامنے گلی میں ایک اپ ٹو ڈیٹ صاحب زمیں بوس بیل باٹم (پینٹ) پہنے ہوئے آئے اور کھڑے ہو گئے اور حضرت کا وضو دیکھنے لگے، جب حضرت کی نظر ان صاحب پر پڑی تو نہایت گرجدار آواز میں فرمایا۔ لاحول لاقوۃ الا باللہ" کیا حال ہے، زمین کو جھاڑو دیتے پھرتے ہیں۔ توبہ توبہ! جب اس شخص نے کچھ نہ سمجھا تو حضرت نے جلال میں آکر فرمایا۔ ایک کروڑ بار لاحول ولاقوۃ الا باللہ" یہ سنتے ہی وہ شخص وہاں سے کھسکا اور پینٹ اونچا کر لیا۔ یہ تھا حضرت کا جذبۂ احترام شریعت کہ اگر کوئی کام خلاف شرع دیکھتے تو بلاتاخیر منع فرماتے اور اس سلسلے میں کسی کی رورعایت بالکل نہ فرماتے۔ نہ کسی مصلحت کو خاطر میں لاتے۔ وضو کے بعد نماز ظہر کھڑے ہو کر ادا فرمائی، جب کہ ضعف اس قدر تھا کہ شریعت ایسے عالم میں ترک قیام کی رخصت دیتی ہے، مگر حضرت کے تقویٰ نے اس کو گوارہ نہ فرمایا کہ بیٹھ کر نماز ادا فرمائیں۔ اور ایک رکن چھوٹ جائے۔ میں نے دیکھا کہ سجدہ سے اٹھتے

ہوئے حضرت کو سخت تکلیف ہوتی ہے اور پیروں میں لرزش سی پیدا ہو جاتی ہے۔ بہ مشکل قیام وقعود فرماتے ہیں مگر بیٹھ کر نماز نہیں پڑھی۔

نماز ظہر کے بعد حضرت نے وظائف کے لیے توقف فرمایا تو مرید ہونے والوں کا ایک گروہ آ گیا۔ چونکہ حضرت نے نماز ظہر آخر وقت میں ادا فرمائی تھی، اس لیے اب عصر کا وقت ہو چلا تھا، بابو میاں نے عرض کیا، حضور یہ لوگ بیعت کے لیے آئے ہیں۔ اب نماز عصر پڑھ لیں پھر بیعت فرمالیں گے، حضرت نے فرمایا پہلے بیعت ہو لیں پھر نماز پڑھیں گے۔ مجھے حیرت ہوئی کہ ایسا کیوں فرما رہے ہیں۔ معاً خیال آیا کہ بیعت کیا ہے؟ کسی اللہ والے کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر گناہوں سے توبہ کرنا اور نیکیوں کے کرنے کا عہد کرنا، تو جب کوئی اپنے گناہوں سے توبہ کا ارادہ کر کے آیا ہے تو اس کو توبہ کرانا مقدم ہے اور اس میں تاخیر سے نقصان کا اندیشہ ہے اور نماز کے اوقات میں تو گنجائش ہے، اس قدر تاخیر کے بعد بھی نماز صحیح اور بلا کراہت ادا ہوگی۔ لہٰذا حضرت نے بیعت کو اس اہمیت کے پیش نظر مقدم فرمایا۔ ایک گروہ کے بعد دوسرا گروہ بھی بیعت کے ارادے سے آ گیا، حضرت نے ان کو بھی بیعت فرمایا، اس گروہ میں دو چھوٹے بچے بھی تھے۔ چار پانچ سال کے جو اپنی ماں کے ساتھ آئے تھے، بچوں کی ماں باہر گلی میں دیوار سے متصل نقاب پوش کھڑی تھی اور وہ بھی بیعت ہو رہی تھی، بیعت و فاتحہ خوانی سے فراغت کے بعد ان بچوں میں سے ایک بچے نے دس روپے بہ طور نذر پیش کیے، حضرت نے لاحول پڑھتے ہوئے واپس کر دیا۔ پہلے تو مجھے یہ بات سمجھ میں نہ آئی مگر فوراً ہی خیال ہوا کہ حضرت نے محض اس لیے رد فرمایا کہ وہ بچہ نابالغ تھا اور نابالغ کی تملیک درست نہیں، جب کہ گمان غالب یہی ہے کہ بچوں کے ذریعہ اس خاتون نے اپنا ہی نذرانہ پیش کیا ہوگا، مگر احتیاطاً حضرت نے اسے قبول نہیں فرمایا۔

نماز عصر کے بعد حضرت نے پھر تھوڑی دیر توقف فرمایا، جس کے بعد پانی پر دم کرانے، دعا کرانے اور مصافحہ کرنے والوں کی بھیڑ لگ گئی، لوگ اپنی اپنی عرضیاں پیش کرتے اور حضرت کرم فرماتے، مگر جب مصافحہ کرنے والوں اور دست بوسی کرنے والوں کی بھیڑ زیادہ ہوگئی اور حضرت کو تکلیف کا خدشہ ہوا تو مولوی عبدالحمید افریقی حضرت کو لے کر مکان چلے گئے، راستے بھر میں لوگ مل رہے ہیں اور دعا کرا رہے ہیں۔

غرض بمشکل مولوی عبدالحمید حضرت کو مکان لے جانے میں کامیاب ہوئے۔ یہ تھی حضرت کی مقبولیت اور خلقِ خدا کی وارفتگی کی ایک جھلک، جس کی مثال بہت مشکل سے ملے گی۔

اس واقعہ کے بعد حضرت کی نقاہت بہت بڑھ گئی اور مسجد لانا کسی طرح مناسب نہ تھا تو مکان ہی میں چارپائی کے قریب ایک تخت پر بیٹھ کر وضو فرماتے اور نماز ادا کرتے، اس وقت بھی خدام سے فرماتے میں مسجد چلوں گا، مسجد جا کر نماز ادا کروں گا۔ خدام عرض کرتے، حضور! بہت کمزوری ہے، تھک جائیں گے، یہیں نماز ادا کر لیں۔ تو حضرت مکان ہی میں نماز ادا فرمانے لگے۔ مگر پھر بھی کھڑے ہو کر ہی نماز ادا کرتے۔

ایک روز عشا کے وقت حضرت استنجا سے فارغ ہو کر تشریف لائے تو استنجا خانے میں بیٹھنے کی وجہ سے کافی تکان محسوس ہو رہی تھی مگر اس عالم میں فرمایا پانی لاؤ وضو کروں گا، لوگوں نے لٹا دیا اور قصداً پانی لانے میں تاخیر کی کہ ذرا لیٹے رہنے کے بعد وضو فرمائیں گے، تو آرام ملے گا، مگر حضرت اس دوران بار بار دریافت فرماتے رہے کہ وضو کا پانی آیا، وضو کا پانی آیا، بار بار اصرار کی وجہ سے اسی عالم میں پانی لایا گیا حضرت فوراً چارپائی سے اٹھنے لگے، حالانکہ اٹھا نہیں جا رہا تھا، ہم لوگوں نے سہارا دیا تو حضرت اٹھے اور جب وضو فرمانے کے لیے حضرت کو ہم لوگوں نے تخت پر کیا تو فرمایا "تھک گیا ہوں، کیا کروں؟ کیسے وضو کروں؟" یعنی اتنی بھی طاقت نہ تھی کہ بیٹھ کر وضو فرماتے، تو ہم لوگوں نے فوراً چارپائی پر لٹا دیا، ابھی دس منٹ گزرنے بھی نہ پایا تھا کہ، فرمایا، میں وضو کروں گا۔ خدام نے عرض کیا حضور تھوڑا آرام فرمالیں۔ مگر حضرت نہ مانے، بالآخر دوبارہ وضو کے لیے بٹھایا گیا، غرض اس درجہ نماز اور وضو سے عشق کہ وقت میں گنجائش ہے مگر پھر بھی تاخیر گوارا نہیں، اکثر اوقات حضرت عالم استغراق میں رہتے، خاص خاص لوگوں کو بھی نہیں پہچانتے، مگر نماز کے لیے کبھی بھی استغراق مانع نہ ہوا، بل کہ بار بار پڑھنے کا ارادہ

فرماتے۔نماز پڑھنے کے بعد بھی فرماتے،نماز پڑھوں گا،خدام عرض کرتے،حضورابھی تو نماز ادا کی ہے اور دوسرا وقت ابھی نہیں آیا۔

سنت کی قدم قدم پر پیروی فرماتے،کوئی فعل آپ کا خلاف سنت نہ دیکھا گیا۔حدیث شریف میں آیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر کام میں تیامن (داہنے سے شروع کرنا) پسند فرماتے،علاوہ ان مواقع کے جن کی حدیث میں صراحت آئی ہے،مثلاً استنجا کرنا، ناک صاف کرنا وغیرہ تو میں نے دیکھا کہ حضور مفتی اعظم اس پر کامل طور سے عمل فرماتے تھے۔مولانا نعیم اللہ خاں صاحب صدر مدرس مدرسہ منظر اسلام نے مجھ سے فرمایا،کہ بزرگوں کو آزمانا نہیں چاہیے مگر ایک روز میرے نفس کو شرارت سوجھی،حضرت کو جوتا پہنارہا تھا تو بجائے داہنے پیر کے پہلے بائیں پیر کا جوتا پہنانے لگا مگر حضرت کو دیکھا کہ کسی طور سے بائیں پیر کو نہیں بڑھارہے ہیں،جب داہنے پیر کا جوتا پیش کیا تو فوراً اس کو پہن لیا،گویا کہ سنت پر عمل کرنا حضرت کی طبیعت ثانیہ بن گئی تھی، جب کہ بالعموم بڑھاپے اور مرض میں لوگ ان باتوں کا کم خیال کرتے ہیں۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ ہر وہ کام جو بسم اللہ سے نہ شروع کیا جائے وہ بے برکت اور ناقص ہے،تو اس پر بھی حضور مفتی اعظم جیسا عامل میں نے نہیں دیکھا اور نہ سنا اس پر عمل کا یہ حال تھا کہ ہر کام میں بسم اللہ،چارپائی سے اٹھتے تو بسم اللہ،سوتے تو بسم اللہ،سر پر ٹوپی لگاتے تو بسم اللہ،کوئی چیز ہاتھ میں لیتے تو بسم اللہ،چلتے تو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم فرماتے،غرض ہر حرکت پر بسم اللہ کا ورد فرماتے۔یوں تو عام طور سے کھانے کے وقت مسلمان بسم اللہ کہا کرتے ہیں،مگر ہر نقل و حرکت،شغل و فعل کے آغاز پر اس کا التزام کرنا صرف حضور مفتی اعظم علیہ الرحمہ ہی کی خصوصیت نظر آئی۔حضرت جب کچھ کھاتے پیتے تو بسم اللہ اور اس کے بعد اللہ شافی،اللہ کافی اور کچھ دوسرے اذکار پڑھ کر تناول فرماتے تھے۔

حضرت نے تقریباً ایک ماہ قبل ہی سے کھانا پینا بند کردیا تھا بہت اصرار کے بعد بہ مشکل کوئی چیز نہایت قلیل مقدار میں تناول فرماتے مثلاً دودھ یا اس جیسی کوئی رقیق چیز ہوتی تو اس کے چند گھونٹ ہی کافی تھے،گویا اپنے جسم پاک کو دنیاوی آلائشوں سے پاک فرمارہے تھے جو بزرگوں کا طریقہ ہے،ایک بار گھر کے لوگوں نے کھانے یا پینے کی کوئی چیز پیش کی تو انکار کردیا،دوبارہ جناب حافظ عبدالغفار صاحب نوری نے عرض کیا حضور تھوڑا تناول فرمالیں تاکہ نماز پڑھنے کی طاقت ہوجائے،یہ کہنے پر حضرت نے تھوڑی مقدار تناول فرمائی،حتیٰ کہ جب آپ کے وصال کے وقت شکم میں دوا کا کوئی معمولی حصہ رہ گیا تھا تو اس کو بھی بالجبر قے کرکے نکال دیا،اور وصال سے قبل باقاعدہ جس طرح مرید فرماتے تھے اس طرح تمام کلمات ادا کرکے،آپ نے تمام اجنہ رجال الغیب اور ان آدمیوں کو جو حضرت سے ارادت رکھتے تھے،مگر کسی وجہ سے باضابطہ بیعت نہ ہوسکے تھے ان سب کو بیعت فرمایا۔اور خود بیعت کے تمام کلمات ادا کرکے حضور غوث پاک،شہنشاہ بغداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر کہ لوگوں نے ہاتھ بڑھاتے دیکھا،جب کہ بہ ظاہر کوئی موجود نہ تھا،یہ فرمایا کہ میں غوث پاک کے ہاتھ پر بیعت ہوا،اس کے بعد ان دعاؤں کو پڑھا،جن کو اکثر پڑھا کرتے تھے،اس کے بعد روح قفس عنصری سے پرواز کرگئی۔انا للہ وانا الیہ راجعون

یہ واقعہ ۱۴ محرم ۱۴۰۲ھ کے بعد کی رات کا ہے، جب کہ گھڑی میں ایک بج کر چالیس منٹ ہوگئے تھے،اس وقت آپ کی عمر شریف اکیانوے سال تھی،اور سرکار غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر پاک بھی بوقت وصال اکیانوے ہی سال تھی،جس سے نیابت غوثیت کبریٰ کی طرف بھی اشارہ ملتا ہے اور نام بھی تو آپ کا محمد ابوالبرکات محی الدین جیلانی تھا اور عرف مصطفیٰ رضا خاں نوری،جب کہ القاب مفتی اعظم،مرشد اعظم،نوری میاں،مظہر اعلیٰ حضرت اور تاجدار اہل سنت تھے۔وقت وصال کے اس واقعہ کو مجھ سے حضرت مولانا

ریحان رضا خاں صاحب علیہ الرحمہ نے بیان فرمایا جو اس وقت موجود تھے۔
موصوف نے مزید فرمایا۔ بدھ کے دن جس کو گزار کر رات میں وصال ہوا، حضرت نے دریافت فرمایا، آج کون سی تاریخ ہے؟ کون سا دن ہے؟ جمعہ کب ہے؟ اس کے بعد ہم لوگ سمجھ گئے کہ اب حضرت ہم میں تشریف نہ رکھیں گے، اس کے بعد گھر کے تمام لوگ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے اور میں صبر کی تلقین کرنے لگا اور فرمایا، جب میرے والد گرامی حضور ابراہیم رضا خاں جیلانی میاں علیہ الرحمۃ کا انتقال ہوا تھا تو لوگوں نے مجھے یتیم سمجھا، مگر میں نے اپنے آپ کو بالکل یتیم محسوس نہیں کیا کہ حضرت کا سایہ میرے سر پر تھا، آج البتہ مجھے اپنی یتیمی کا احساس ہو رہا ہے اور میں ہی کیا، سارا عالم اسلام اب تو یتیم ہو گیا۔
واقعی سیدی و مرشدی سرکار مفتی اعظم علیہ الرحمۃ والرضوان کی ساری زندگی تقویٰ و اتباع شریعت اور مسلک اہل سنت و جماعت کی ترویج و اشاعت ہی سے عبارت تھی۔ سنت و شریعت کا ایسا پیکر عظیم اور دین حق اسلام کا ایسا سچا مبلغ و داعی سرکار اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے بعد کسی نے نہ دیکھا نہ سنا، سچ کہا ہے کسی نے

متقی بن کر دکھائے اس زمانے میں کوئی؟
ایک میرے مفتی اعظم کا تقویٰ چھوڑ کر

☆☆☆☆☆

جامع شرع وطریقت مفتی اعظم کی ذات

محمد عبدالمبین نعمانی نوری مصباحی
مہتمم دارالعلوم قادریہ چریاکوٹ، مئو

شمعِ بزمِ اہل سنت، مفتی اعظم کی ذات　　فخرِ دوراں ، فخرِ ملت مفتی اعظم کی ذات

جانشینِ غوث اعظم تھی جو ذاتِ باصفات　　پیکرِ رشد وہدایت مفتی اعظم کی ذات

فخر کرتا ہے زمانہ جس کی ہر اک بات پر　　باکرامت باوجاہت مفتی اعظم کی ذات

جس نے اکنافِ جہاں میں علم دیں پھیلا دیا　　مصدرِ علم شریعت مفتی اعظم کی ذات

مفتی عالم تھی بے شک ذاتِ والا آپ کی　　صدر بزم علم و حکمت مفتی اعظم کی ذات

زہد و تقویٰ کو بھی جس کی زندگی پر ناز تھا　　عامل دین و شریعت مفتی اعظم کی ذات

تھی ثنائے مصطفیٰ جس کی غذائے قلب وروح　　غرق در مدحِ رسالت مفتی اعظم کی ذات

کردیا جس نے تہ و بالا جہانِ کفر کو　　قاطع کفر و ضلالت مفتی اعظم کی ذات

"در کفے جام شریعت در کفے سندانِ عشق"　　جامع شرع وطریقت مفتی اعظم کی ذات

ایک نعمانی ہی کیا سارا جہاں ہے معتقد
مرکزِ عشق وعقیدت، مفتی اعظم کی ذات

☆☆☆☆☆

ایک میرے مفتیِ اعظم کا تقویٰ چھوڑ کر

تاج الشریعہ حضرت علامہ اختر رضا خان قادری ازہری
صدر مرکزی دارالافتا، بریلی شریف

چل دیے نم آنکھوں میں اشکوں کا دریا چھوڑ کر
رنج فرقت کا ہر اک سینہ میں شعلہ چھوڑ کر

لذتِ مے لے گیا وہ جام و مینا چھوڑ کر
میرا ساقی چل دیا خود مے کو تشنہ چھوڑ کر

ہر جگر میں درد اپنا بیٹھا بیٹھا چھوڑ کر
چل دیے وہ دل میں اپنا نقشِ والا چھوڑ کر

جامۂ مشکیں لیے عرشِ معلیٰ چھوڑ کر
فرش پر آئے فرشتے بزمِ بالا چھوڑ کر

عالَمِ بالا میں ہر سو مرحبا کی گونج تھی
چل دیے جب تم زمانے بھر کو سونا چھوڑ کر

موتِ عالِم سے بندھی ہے موتِ عالَم بے گماں
روحِ عالَم چل دیا عالَم کو مردہ چھوڑ کر

متقی بن کے دکھائے اس زمانے میں کوئی
ایک میرے مفتیِ اعظم کا تقویٰ چھوڑ کر

خواب میں آکر دکھاؤ ہم کو بھی اے جاں کبھی
کون سی دنیا بسائی تم نے دنیا چھوڑ کر

ایک تم دنیا میں رہ کر تارکِ دنیا رہے
رہ کے دنیا میں دکھائے کوئی دنیا چھوڑ کر

اس کا اے شاہِ زمن سارا زمانہ ہو گیا
جو تمہارا ہو گیا سارا زمانہ چھوڑ کر

رہنمائے راہِ جنت ہے ترا نقشِ قدم
راہِ جنت طے نہ ہوگی تیرا رستہ چھوڑ کر

مثلِ گردوں سایۂ دستِ کرم ہے آج بھی
کون کہتا ہے گئے وہ بے سہارا چھوڑ کر

ہو سکے تو دیکھ اختر باغِ جنت میں اسے
وہ گیا تاروں سے آگے آشیانہ چھوڑ کر

☆☆☆☆☆

لعلِ یکتائے شہِ احمد رضا ملتا نہیں

تاج الشریعہ حضرت علامہ اختر رضا خان قادری ازہری
صدر مرکزی دارالافتا، بریلی شریف

زینتِ سجادہ و بزمِ قضا ملتا نہیں
لعلِ یکتائے شہِ احمد رضا ملتا نہیں

وہ جو اپنے دور کا صدیق تھا ملتا نہیں
محرمِ رازِ محمد مصطفیٰ ملتا نہیں

عالموں کا معتبر وہ پیشوا ملتا نہیں
جو مجسم علم تھا وہ کیا ہوا ملتا نہیں

زاہدوں کا وہ مسلم مقتدا ملتا نہیں
جس پہ نازاں زہد تھا وہ پارسا ملتا نہیں

اب چراغِ دل جلا کر ہو سکے تو ڈھونڈیے
پرتوِ غوث و رضا و مصطفیٰ ملتا نہیں

استقامت کا وہ کوہِ محکم و بالا تریں
جس کے جانے سے زمانہ ہل گیا ملتا نہیں

چار یاروں کی ادائیں جس میں تھیں جلوہ نما
چار یاروں کا وہ روشن آئینہ ملتا نہیں

ایک شاخِ گل نہیں سارا چمن اندوہ گیں
مصطفیٰ کا عندلیب خوش نوا ملتا نہیں

مفتی اعظم کا ذرہ کیا بنا اختر رضا
محفلِ انجم میں اختر دوسرا ملتا نہیں

☆☆☆☆☆